مطلقا و در شغلہ بیش از یکبار معنی ایں صفت در را آنست کہ (قابل تکرار است نہ آنکہ تکرارش باید باین معنی بتوفیق اللہ تعالٰی بخاطرم خطور کردہ بود کہ تصریحش درکلام مولٰنا علی قاری چہرہ کشود حیث قال تحت قول الماتن والراء بتکریر جعل معنی قولھم ان الراء مکرر ھو ان الراء لہ قبول التکرار لارتعاد طرف اللسان بہ عند التلفظ کقولھم لغیر الضاحک انسان ضاحک یعنی انہ قابل للضحک وفی الجعل اشارۃ الی ذلک وتکریرہ لحن فیجب معرفۃ التحفظ عنہ للتحفظ بہ کمعرفۃ السحر لیتجنب عن تضررہ ویعرف وجہ دفعہ قال الجعبری وطریقۃ السلامۃ ان یلصق اللافظ ظھر لسانہ باعلی حنکہ لصقا محکما مرۃ واحدۃ ومتی ارتعد حدث من کل مرۃ راء وقال مکی لابد فی القرأۃ من اخفاء التکریر وقال واجب علی القاری ان یخفی تکریرہ ومتی اظھرہ فقد جعل من الحروف المشددۃ حروفا ومن المخفف حروفا اھ ملخصًا ببعض اختصار و در وجوب ادا از مخرج بمعنی کہ مسلم است جملہ حروف متساویۃ الاقدام است ہیچ خصوصیت ضاد نیست بلکہ تواں گفت کہ چوں ادائے صادق در واعسر از جملہ حروف است حکم وجوب بعارض مشقت در وے بنسبت سائر حروف روبتخفیف است فان المشقۃ تجلب التیسیر وما ضاق امر الا اتسع ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وما جعل علیکم فی الدین من حرج یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر والحمد للہ رب العلمین آرے خصوصیت ضاد بوجہ عسر مراد در شدت احتیاج با ہتمام در آں تحفظ وتیقظ در ادائے آنست۔

الجام الصّاد
عن سنن الضاد

مسئلہ - از دربھنگہ محلہ اسمٰعیل گنج ڈاک خانہ لہریا سرائے مرسلہ مولوی محمد یٰسین صاحب ۱۰ رجادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ضاد معجمہ کو قصدًا ظا یا ذ بلکہ ز مجمات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے جس سے بوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقا فاسد و باطل بتاتے ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل ندوہ وغیرہ ہندیان زمانہ کے چھ فتوی دکھلاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل مرام نماز میں ضاد کو مشابہ دال مہملہ پڑھنے پر حکم فساد اور اُس پر ان دو وجہ سے استناد ہے اولًا فی فتاوی قاضی خاں ولو قرأ الظالین بالضاد او بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الدالین بالدال تفسد - ثانیا ضاد مشابہ ظا کے نہ دال کے میان ضاد و دال کے صفتوں کا فرق ہے جب ضاد و ذال میں صوتًا تغایر ہے تو فصل اُن میں بلا مشقت ممکن - فتوی ندوہ کی عبارت یوں ہے "ایسی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی اس لیے کہ ضاد و دال دو حرف متغایر المعنی ہیں جن میں امتیاز بلا مشقت ممکن اور ایسی صورت میں فقہا فساد نماز کو لکھتے ہیں شامی میں اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بینھما بلا مشقۃ تفسد والا کالظاء مع الضاد قال اکثرھم لا تفسد پانچ فتووں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے اور ایک یعنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ ظالین پڑھنا بھی غلط ہے لیکن چونکہ ان میں

تشابہ صوتی ہے اور امتیاز متعسر اکثر فقہا کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن تعمد یہاں بھی مفسد ہے یہی مذہب مختار ہے کما فی البزازیۃ ان غنودں کا کیا حال ہے اور یہ ان لوگوں کے موافق و موید ہیں یا نہیں اور جو لوگ ض ہی کا قصد کریں اور ض سمجھ کر پڑھیں مگر بوجہ عدم قدرت صاف ادا نہ ہو اور سننے میں دال سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں۔ اور جو قصداً ض کو ز پڑھے اُس کی نماز کا کیا حکم ہے اور ہنگام تغیر حرف و تفاوت معنی میں جو حکم فساد ہے وہ صرف ض و د و ظ ہی سے خاص ہے یا باقی حروف مثل ا ع ت ط س ث ص ح ہ کو بھی عام ہے اگر عام ہے تو آج کل یہ جھگڑا اسی حرف میں کیوں ہے جواب مختصر ہو کہ عوام مطول کو نہیں پڑھتے۔ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الحمد للہ الذی نزہ سبیل الرشاد عن تحریف کل صاد واوعد بالعذاب من حاد وضاد والصلوۃ والسلام علی الکریم الجواد علی مولی العباد مولی المراد وآلہ الاسیاد وصحبہ الامجاد ما اھملت صاد وا عجمت الضاد کشف صواب وایضاح جواب کو چند مجمل جملے ملحوظ ہیں اول ض ظ ذ ز معجمات سب حروف متباینہ متغائرہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اُسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز حرام قطعی وگناہ عظیم افترا علی اللہ و تحریف کتاب کریم ہے فقیر نے اپنے رسالہ نعم الزاد لروم الضاد میں اس پر دلائل قاہرہ باہرہ قائم کیے ہیں یہاں تک کہ امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضلی وامام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہم اللہ تعالٰی تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے محیط برہانی میں ہے سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمۃ مکان الضاد المعجمۃ اوعلی العکس فقال لا تجوز امامتہ ولو تعمد یکفر منح الروض الازہر میں ہے کون تعمدہ کفرا لا کلام فیہ عالمگیری ض کی جگہ ز عمداً پڑھنے کو کفر لکھا حیث قال سئل عمن یقراء الزاء مقام الضاد و قراء اصحاب الجنۃ مقام اصحب النار قال لایجوز امامتہ ولو تعمد یکفر اھ فی النسخۃ الھندیۃ الضاد معجمۃ وفی المصریۃ الصاد وکلاھما محتمل والحکم واحد لا یتبدل اس طائفہ حادثہ کا حکم تو یہیں سے ظاہر ہو گیا دوم قاری سے بے قصد تبدیل اگر ض مشابہ د بلکہ عین دا ہوا تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم غلط و فاسد ہے عبارت امام قاضی میں اگر ذکر ہے تو صرف ایک لفظ کا نہ کہ بربنائے تباین صوت و سہولت تمییز حکم مطلق حنفیہ کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب مہذب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ جماہیر محققین نے اُسی کی تصحیح کی اس پر اعتماد فرمایا خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف صلاح و فساد معنی پر بنائے کار تو جہاں ض کی جگہ د پڑھ جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا مثل انیدا بتضمین معنی المن والانعام فی قولہ تعالٰی افیضوا علینا من الماء ومثل اکواب موودعۃ موضع موضوعۃ وراویۃ مردیۃ مکان راضیۃ مرضیۃ کما بیناہ فی نعم الزاد یہ علمائے متاخرین کہ عوام کی ہر آسانی کے لیے عسر و یسر تمیز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تمیز کی حالت میں مطلقاً حکم فساد دیں گے اگرچہ معنی متغیر نہ ہوں یہ اصل مذہب سے آسانی ہوئی یا اور شدت وگرانی نہیں۔ اُن کا حکم قطعاً اُس صورت میں مقصور جہاں معنی بگڑیں اور ان حرفوں میں تمیز آسان ہو دیکھنے والے اگر کلمات علما پر نظر رکھتے اس امر کے نصوص واضح ملتے یہی امام اجل قاضی خاں اپنے اس فتاوی میں فرماتے ہیں اذا اخطاء بذکر حرف مکان حرف ولم یتغیر المعنی بان قراء ان المسلمون

ان الظالمون وما اشبہ ذلک لم تفسد صلاتہ لایغیر المعنی وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصلحت تفسد صلاتہ عند الکل وان لم یمکن الفصل الا بمشقۃ قال اکثرھم لاتفسد صلاتہ اھ مختصرا اسی طرح فتاوی ہندیہ میں فتاوی خانیہ سے منقول ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں فی الخانیۃ والخلاصۃ انہ ان لم یتغیر المعنی جاز مطلقا وان تغیر المعنی فان لم یشق التمییز بین الحرفین فسدت عند الکل وان شق فاکثرھم لاتفسد سوم قطع نظر اس سے کہ دال ومشابہ دال میں فرق بدیہی دعوی میں یہ تھا اور سند میں وہ۔ اور قطع نظر اس سے کہ عبارت خلاصہ میں اگر دال مہملہ ہے تو مستدل کے صریح خلاف اور معجمہ ہے تو مہملہ کا ذکر اصلا نہیں تو سند دعوی سے بے علاقہ صاف ہمیں عبارت قاضی خاں سے بحث کرنی ہے جس سے فتوی ندوہ نے بھی استناد کیا اس عبارت میں دال وذال کے صرف اسما لکھے ہیں انھیں صفت مہملہ ومعجمہ سے مقید نہ فرمایا اور نقول خصوصا مطابع میں نقاط کا تغیر کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم حلبی نے غنیہ شرح منیہ اور علامہ محقق مولنا علی قاری مکی نے منح فکریہ شرح مقدمہ جزریہ میں یہی عبارت قاضی خاں بتصریح اہمال واعجام نقل فرمائی جس میں صراحۃ مذکور کہ ضالین کی جگہ دالین بدال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائے گی اور ذالین بذال معجمہ پڑھے تو جاتی رہے گی اول نے فرمایا ہے ھذا فصل ابدال احد ھذہ الاحرف الثلثۃ اعنی الضاد والظاء والدال من غیرہ فلنورد ما ذکرہ فی فتاوی قاضی خاں من ھذا القبیل قرأ ولا الضالین بالظاء المعجمۃ اوالدال المھملۃ لاتفسد لوجود لفظھما فی القراٰن وقرب المعنی ولو قرأ بالذال معجمۃ تفسد لبعد معناہ ملتقطا ثانی نے فرمایا فی فتاوی قاضی خاں ان قرأ غیر المغضوب بالظاء اوبالدال تفسد صلاتہ ولا الضالین بالظاء المعجمۃ اوالدال مھملۃ لاتفسد ولو بالذال المعجمۃ تفسد اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ عبارت قاضی خاں ان دونوں اکابر کی نقل پر اُن کے صریح مخالف وعکس مراد ہے ندوے کی دار الافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق بالغ وتنقیح بازغ کے لیے بحمد اللہ تعالی فقیر کا رسالہ نعم الزاد ہے چہارم ض وظ میں دشواری تمیز اس طائفہ حادثہ کو اصلا مفید نہیں وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک ہنگام لغزش وخطا سبیل آسانی ہے نہ کہ معاذ اللہ قصدا تبدیل کلام اللہ کی دستاویز جو بالقصد مغضوب کی جگہ مغظوب معذوب مغزوب پڑھے اُس کی نماز بلا شبہہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مغضوب ومفسد تو یہ سب فتوی اس کے حق میں بیکار ردنا موید۔ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں محل الاختلاف فی الخطأ والنسیان اما فی العمد فتفسد بہ مطلقا بالاتفاق اذا کان مما یفسد الصلاۃ اما اذا کان ثناء فلا یفسد ولو تعمد ذلک افادہ ابن امیر الحاج حلیہ میں ہے ثم ماسنذکر من الخلاف من المتقدمین والمتاخرین فی ھذا علی ما فی الخانیۃ ینبغی ان یکون محلہ ما اذا لم یتعمد فتنبہ لہ پانچویں فتوی کی عبارت سوال میں مذکور اس میں تو صراحۃ تعمد ظ پر حکم فساد مسطور پھر اُسے مفید سمجھنا کس قدر عقل وفہم سے دور اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں حلیہ میں خزانۃ الفتاوی وغیرہا سے منقول غیر المغضوب بالظاء والظلمین بالذال او بالضاد قال بعضھم لاتفسد ھم ابو القاسم الصفار ومحمد بن سلمۃ وکثیر من المشائخ افتوا بہ لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف وقال الامام ابو المحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد ذلک تفسد وان جری علی لسانہ اولم یکن ممن یمیز بین الحرفین لاتفسد وھو المختار اسی میں خزانۃ الاکمل سے ہے اذا قرأ مکان الظاء ضادا او مکان الضاد ظاء فقال القاضی المحسن الاحسن ان یقال ان تعمد

ذلك تبطل صلاتہ عالما کان او جاھلا اما لو کان مخطئا اراد الصواب فجری ھذا علی لسانہ اولم یکن ممن یمیز بین الحرفین فظن انہ ادی الکلمۃ کما ھی فغلط جازت صلاتہ وھو قول محمد بن مقاتل وبہ کان یفتی الشیخ اسمٰعیل الزاھد وھو احسن لان السنۃ الاکراد واھل السواد والاتراك غیر طائعۃ فی مخارج ھذہ الحروف وفی ذلك حرج عظیم والظاھر ان ھذا محمل ما فی جمیع الفتاوی **اقول** انما یشیر الی اطلاق الفساد فی العمد انہ مطمح انظارھم جمیعا فالا فاطلاق عدمہ فی الخطأ لایمکن ان یحمل علیہ ما فی جمیع الفتاوی فان منھم من یفصل بعسر الفصل ومنھم من یفرق بقرب مخارج منیہ میں ہے اما اذا اقرأ مکان الذال ظاء او مکان الظاد او علی القلب تفسد صلاتہ وعلیہ اکثر الائمۃ وروی عن محمد بن سلمۃ لاتفسد لان العجم لایمیزون بین ھذہ الاحرف وکان القاضی الامام الشبیہ المحسن یقول الاحسن فیہ ان یقول ان جری علی لسانہ ولم یکن ممیزا وفی زعمہ انہ ادی الکلمۃ علی وجھھا لاتفسد وکذا روی عن محمد بن سلمۃ والشیخ الامام الزاھد بزازیہ میں دربارۂ مغضوب و والین وظالین ہے قال القاضی ابوالحسن والقاضی ابوالعاصم ان تعمد فسد وان جری علی لسانہ اوکان لایعرف التمیز لایفسد وھو اعدل الاقاویل وھو المختار اسی طرح ہندیہ میں اُس سے منقول **اقول** والظاھر ان ھذہ الاختیارات ترجع الی شق الجواز عند الخطأ اما الفساد عند العمد فینبغی الاتفاق علیہ کما تقدم ما یفیدہ عن الحلیۃ والتصریح بہ عن الطحطاوی وھو معنی استظھار الاکمل انہ محمل ما فی جمیع الفتاوی کیف واذا جعلوا التعمد من الردۃ فما بقاء الصلوۃ ھذا واضح جدا **پنجم** ضاد ودال میں فرق صفات کا ذکر لغو فضول اور محل بحث سے یکسر معزول متقدمین کا مسلک معلوم ہے کہ اُن کے یہاں تشابہ وعدم تشابہ پر اصلا نظر نہیں اور متاخرین قرب مخرج یا عسر تمیز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انھیں بھی بحث نہیں نہ صفات خواہی نخواہی آسانی تمیز کو مستلزم نہ اُن کا تشارک دشواری پر حاکم ط مہملہ دال مہملہ سے سوائے اطباق کے کچھ فرق نہیں اور فرق تمیز کی آسانی مبین اور تائے مثناۃ سے متعدد صفات میں تباین تام اور دشواری فصل منصوص اعلام ط مجہورہ مستعلیہ مطبقہ قلقلہ ہے اورت مہموسہ مستفلہ منفتحہ بے قلقلہ خانیہ وخلاصہ وحلیہ وہندیہ و ردالمحتار وغیرہا میں ہے ان کان لایمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالطاء مع التاء الخ شرح جزریہ میں ہے قال الرمانی وغیرہ لولا الاطباق لصارت الطاء والا لانہ لیس بینھما فرق الا الاطباق **ششم** فتوی ندوہ کا قول کہ ضاد ودال دو حرف متغایر المعنی عجیب الفاظ متغایر المعنی ہیں اگر مسمی مراد تو ان کے لیے معنی کہاں بھلا بتائیے تو کہ مجرد حرف ض کے کیا معنی ہوئے اور اگر اسماء مقصود یعنی ضاد ودال تو نہ وہ حرف نہ اُن میں مقال شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض ود ال دو حرف جدا گانہ ہیں کسی کلمے میں اُن کا تغیر معنی کے لیے مستلزم تغایر یہ معنی فی البطن اگر مقصود بھی ہوں تو اولاً اطلاق ممنوع ثانیاً ہر تغیر میں تغیر بحد فساد مدفوع دیکھو ضالین ودالین میں کس قدر تغایر معنی ہے مگر محقق حلبی نے تغیر نہ مانا وھذا ابیداھۃ عنی عن ابانۃ **ہفتم** دو حرفوں میں تغایر صوت ہرگز سب کے لیے سہولت تمیز کو مستلزم نہیں ح و خ کی آوازیں کتنی جدا ہیں مگر ترک کو اُن میں تمیز سخت دشوار غنیہ میں ہے ذکر محمد بن الفضل فی فتاوٰہ ان الترك لایمکنہ اقامۃ الحاء الا بمشقۃ الخ ان سے زیادہ ہمزہ وق کی آوازوں کا تباین ہے مگر علامہ شامی فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر اُن میں تمیز کمال مشکل ہے ردالمحتار میں ہے فی التتارخانیۃ اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قربۃ

الا انہ فیہ بلوی العامۃ کالدال مکان الصاد والظاء مکان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ اھ قلت ینبغی علی ھذا عدم الفساد فی ابدال القاف ھمزۃ کما ھو لغۃ عوام زماننا فانھم لا یمیزون بینھما ویصعب علیھم جدا کالذال مع الزاء وھذا کلہ قول المتاخرین اھ باختصار ان عبارات سے واضح ہوا کہ دشواری تمیز میں ہر قوم کے لیے اُس کا حال معتبر ہے۔ قرب مخرج یا تشابہ آواز وغیرہ کچھ ضرور نہیں تو عوام ہند اگر ض و د میں تمیز پر قادر نہیں تو وہ اُن کے لیے اُسی مشقت فصل کی فصل میں ہیں جس میں ض وظ وت وط کا شمار ہوا اب عبارت شامی منقولہ فتوی ندوہ اور اس کے مثل تمام عبارات بحث سے محض بیگانہ بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر بطور متاخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً معضوب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین ومتاخرین حکم بطلان نماز ہشتم یہاں تک مدارک ابنائے عصر پر کلام تھا مگر جان برادر عربی عبارت میں مِنْ عَلٰی فِیْ کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصد ومراد و مرام علمائے اعلام تک رسائی اور سے ع این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد ولی حمد ورضا ٭ مشقت جس سے فتوی ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں علماء کا وہ قول صورت خطا وزلت میں ہے کہ لغزش زبان سے باوصف قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صورت عجز ہے کہ یہ ظالین یا اس کے مشابہ دالین پڑھنے والے ہرگز ادائے ض پر قادر نہیں جس طرح خزانۃ الاکمل وحلیہ کی عبارت گذری کہ ان السنتھم لا کراد واھل السواد والاتراک غیر طائعۃ فی مخارج ھذہ الحروف فتاوی امام قاضی خاں وغیرہ کی عبارت اوپر گذری کہ اس قول کو اذا خطأ بذکر حرف مکان حرف میں ذکر فرمایا اب محقق علی الاطلاق کا ارشاد اجل واجلی سنیے فتح میں فرماتے ہیں اما الحروف فاذا وضع حرفا مکان غیرہ فاما خطأ واما عجزا فالاول ان لم یغیر المعنی لا تفسد وان غیر فسدت فالعبرۃ فی عدم الفساد عدم تغیر المعنی وحاصل ھذا ان کان الفصل بلا مشقۃ تفسد وان کان بمشقۃ قیل تفسد واکثرھم لا تفسد ھذا علی رأی ھؤلاء المشائخ ثم لم تنضبط فروعھم فاورد فی الخلاصۃ ما ظاھرہ التنافی للمتامل فالاولی قول المتقدمین والثانی وھو الاقامۃ عجزا کالحمد للہ الرحمن الرحیم بالھاء فیھا اعوذ بالمھملۃ الصمد بالسین ان کان یجھد اللیل والنھار فی تصحیحہ ولا یقدر فصلاتہ جائزۃ ولو ترک جھدہ ففاسدۃ ولا یسعہ ان یترک فی باقی عمرہ اھ مختصرا دیکھو خطا وعجز کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں ذکر کیا صورت عجز میں اس تفرقے کا اصلا نام نہ لیا بلکہ س و ص و د و ذ کی مثالوں سے حروف متشابہ الصوت وغیر متشابہ دونوں کا یکساں حکم ہونا صراحۃً ظاہر فرمادیا تو بحالت عجز مغضوب مغدوب بلکہ بالفرض مغکوب مغموب سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور حرف دو ن حرف کا فرق باطل نہم ماناکہ نہ طائفہ جدیدہ کی تصدیت پر نظر ہوئی نہ دال عوام پر نہ اقوال علماء میں فرق عجز وخطا وغیرہ پر اور باتباع بعض علمائے متاخرین ارشاد اقدس اصل ائمہ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم مصحح ومختار جمہور محققین بھی پسند نہ آیا یہ سب مسلم مگر متاخرین کا صرف ایک ہی قول تفرقہ مشقت نہ تھا متعدد اقوال تھے از انجملہ امام قاضی ابوعاصم وامام محمد ابن مقاتل وامام اسمٰعیل زاہد وغیرہم اکابر امجد کا قول بہت باوقعت تھا جس پر امام زاہد نے فتوی دیا امام محسن وصاحب خزانۃ الاکمل نے احسن کہا خزانۃ الفتاوی وحلیہ وغیرہما میں مختار بتایا وجیز کردری وہندیہ وغیرہما میں اعدل الاقاویل فرمایا کہ یہ سب عبارات نیز امر چہارم گزریں یعنی اگر خطأ ایک حرف کی جگہ دوسرا زبان سے نکل گیا یا تمیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں اس قول میں مشقت وغیرہ کا کچھ تفرقہ نہ تھا صرف

خطأً یا عدم تمیز پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ ظ و د کا ایک حال ہو اور بحال عدم نعمد صحت نماز پر فتوی دیا جائے کونسی فقہی نظر موجب ہوئی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا تو یہ قول جلیل نہ لیا جائے حالانکہ اس کی قوت جلیلہ شانے دارد پھر جس مصلحت کے لیے قول ائمہ متقدمین سے عدول ہوا یعنی عوام پر آسانی وہ بھی اسی میں اتم وازید ہاں اگر منظور یہی یہ ہو کہ وہابیہ غیر مقلدین ندوی کے برادران منظمین کی نماز میں درستی پائیں اور عوام اہلسنت کی نمازیں برباد جائیں اس لیے وہ قول تفرقہ اختیار کیا تو اختیار رہے دہم بلکہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابوالقاسم صفار و امام محمد بن سلمہ وغیرہما اجلہ ائمہ نے اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اُس پر فتوی دیا کہ نظر عموم بلوی پر ہے جہاں ابتلائے عام ہو صحت پر فتوی دیں گے اسی شامی میں یہیں تھا وفی التاتارخانیۃ عن الحاوی حکی عن الصفار انہ کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لایفسد لان فیہ بلوی عامۃ الناس لانہم لایقیمون الحروف الا بمشقۃ اھ وفیہا اذا لم یمکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قربۃ الا ان فیہ بلوی العامۃ لاتفسد عند بعض المشائخ اھ مختصراً وقد مر تمامہ حلیہ میں ہے قال بعضہم لاتفسد منہم ابوالقاسم الصفار ومحمد بن سلمۃ وکثیر من المشائخ افتوا بہ لعموم البلوی فان العوام لایعرفون مخارج الحروف۔ اس قول پر تو صراحۃً عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں ظ خاص طائفہ قلیلہ ذلیلہ وہابیہ پڑھتے ہیں اور دیا شاید د میں عام ابتلا خود انھیں فتووں سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلائے عام اس زمانے میں یہ ہوگئی ہے کہ ض کو بصورت د پڑھتے ہیں اب تو لازم تھا کہ ان ظائیوں ندویوں کے بھائیوں کی نماز فاسد کرتے اور عامہ عوام کی نماز صحیح الحمد للہ تلک عشرۃ کاملۃ وقد بقی خبایا فی زوایا لولا ان السائل اوصی بالاجمال لاتینا بھا یہاں تک ان فتووں کی حالتیں ظاہر ہوگئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں اور مسئولہ میں صرف اس کا جواب رہا کہ یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے جہل اور عوام اہلسنت کے جہلا کا علم ض کا دشوار ترین حروف ہونا تو ظاہر ادا نہ ہوسکنے میں وہ علما اور یہ جہلا برابر مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذ اللہ کلام اللہ و تحریف حرف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عزوجل نے اُتارا ہے اُسی کو پڑھیں اُسی کا ارادہ کرتے اُسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہوسکتا ہے اُس کی یہی آواز ہے۔ مگر علمائے وہابیہ کو کہاں تاب کہ عجز و جہل کے طعنے سہیں دقتوں دشواریوں کی کشاکش میں رہیں وہاں تو مذہب کی بنا ہی آرام پروری پر ہے۔ تراویح کی آٹھ وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انھیں اوروں کے قول مل گئے ورنہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے جاڑا لگتا ہے تیمم کرلو جماع میں انزال نہ ہو غسل نہ کرو سال دو سال عورت کی خبر نہ آئے عورت کا نکاح کردو۔ تین طلاقیں ایک جلسہ میں کہیں بے حلالے سمجھو۔ چھ چیز کے سوا سب میں سود روا۔ خون و مردار وغیرہ دو ایک چیزیں ناپاک باقی تمام اشیا حتی کہ شراب بھی طاہر۔ بے باک رفع ضرورت کو زنا سے خود اپنی بیٹی رضاعی بھتیجی۔ سوتیلی خالہ سب حلال بلکہ سگی پھوپھی کے لیے بھی یہی خیال انتہائے آرام طلبی یہ کہ وضو میں سر سے عمامہ دشوار اوپر ہی سے مسح کرلو مولی سبحنہ وتعالی نے وامسحوا رؤسکم فرمایا۔ تم بعمائمکم سمجھو وہ تو مشکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لیے حکم غسل آیا اور ان کے دھونے سے آستینیں دھونا دشوار تر کر پہنے بھی بھیگے اور کپڑا بھی تر ورنہ اُنھیں ایدیکم کی جگہ آستینکم بنا لینا کیا دشوار تھا یہاں ایک غیر مقلد صاحب کا قول تھا صاحبو تم نے تہجد میں آپ دشواریاں لگالی ہیں ہماری تو جاڑے میں جب آنکھ کھلی تکیے پر ہاتھ مار کر مونھ پر پھیر لیے اور چارپائی پر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور لحاف میں دبک رہے سلمانہ کریمہ لم تجدوا ماء کے معنی سمجھے یعنی جب چارپائی پر رکھا ہوا کٹورا نہ ملے تو تکیہ پر ہاتھ مارلو اگرچہ نام کو مٹی نہ غبار نہ تکیہ دار کو مرض نہ آزار ولاحول

ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ یوں بھی جبکہ وہ قصدی تحریف ہے اور یہ عجز یا جہل یا خطا کی تصحیف تو وہی احق بالانکار ہے اور عوام کا اُنکے علما سے اعلم ہونا واضح و آشکار اصل اس قدر ہے آگے افراط و تفریط واجب الحذر یہ جواب امور مسؤلہ ہے اور اس مسئلہ خاص میں حق تحقیق حقیق بالقبول و عطر تنقیح اکابر فحول یہ ہے کہ مولٰی عزوجل و تبارک و تعالٰی نے قرآن عظیم اتارا اور ہمیں بحمد اللہ تعالٰی اُس کے نظم و معنی دونوں سے متعبد کیا ہر مسلمان پر حق ہے کہ اُسے جیسا اُترا ویسا ہی ادا کرے حرف کی آواز بدلنے میں بیشمار جگہ الفاظ مہمل رہتے یا معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں یہانتک کہ معاذ اللہ کفر و اسلام کا فرق ہو جاتا ہے آواز صحیح سے جو معنی تھے ایمان تھے اور بدلنے پر جو پیدا ہوئے اُن کا اعتقاد صریح کفر تو معاذ اللہ وہ کلام اللہ کیونکر ہوا آج کل یہاں عوام بلکہ کثیر بلکہ اکثر خواص نے اس امر خطیر میں مداہنت و بے پرواہی اپنا شعار کرلی فقیر نے بگوش خود مولوی صاحبوں اصحاب وعظ و درس و فتوٰی کو خاص پنچایت میں برملا پڑھتے سُنا قل ھو اللہ اھد حالانکہ ہرگز نہ اللہ نے اھد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اھد پہنچایا نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اھد پڑھایا پھر یہ قرآن کیونکر ہوا احد کے معنی ایک اکیلا شریک و نظیر سے پاک نرالا اور اھد کے معنی معاذ اللہ بزدل کمزور فی القاموس الاھد الجبان زاد فی تاج العروس الضعیف۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

لاجرم اس قدر تجوید کہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز اور تبدیل و تلبیس سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح مخارج و اقامت حروف کا اہتمام فرض محتم علمائے متاخرین کا فتوٰی معاذ اللہ یہ روا نہ بے پرواہی نہیں کہ قرآن کو کھیل بنائے اور خلاف ما انزل اللہ جو جی میں آئے پڑھ لینا مناسب باوصف قدرت تعلم تعلم نہ کرنا اور اس امر اہم کو ہلکا سمجھنا غلط خوانی قرآن پر جمے رہنا کون جائز کہے گا اس سہل انکاری کی ایک نظیر سُن چکے اللہ کو احد ماننا عین اسلام اور معاذ اللہ اھد کہنا صریح دشنام مانا کہ تمہیں قصد دشنام نہیں پھر اس سے کیا ہوا کفر سے بچ گئے بات کی شناعت کیا جاتی رہے گی تحریف کیجیے اور اسی کا قصد ہو مگر لفظ وہ نکلیں جو صریح ذم ہوں کیا علمائے متاخرین اسے حلال بتا گئے ہیں۔ کلّا۔ واللہ حاشا للہ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا نعس احدکم وھو یصلی فلیرقد حتی یذھب عنہ النوم فان احدکم اذا صلی وھو ناعس لایدری لعلہ یذھب یستغفر فیسب نفسہ جب تم میں کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو سو رہے یہانتک کہ نیند چلی جائے کہ اونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لیے دعائے مغفرت کرنے چلے اور بجائے دعا بد دعا نکلے رواہ مالک والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ جب اونگھتے میں نماز سے منع کیا کہ احتمال ہے شاید اپنے لیے دعائے بد نکل جائے اگرچہ قصد دعا ہے تو خود جاگتے میں خود اللہ عزوجل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمالاً بلکہ تجربۃً بارہا مونھ سے نکالنا کیونکر گوارا ہو سکے اگرچہ قصد ثنا ہے اتقان شریف میں ہے من المھمات تجوید القراٰن وھو اعطاء الحروف حقوقھا ورد الحرف الی مخرجہ واصلہ ولاشک ان الامۃ کما ھم متعبدون بفھم معانی القراٰن واقامۃ حدودہ ھم متعبدون بتصحیح الفاظہ واقامۃ حروفہ علی الصفۃ المتلقاۃ من ائمۃ القرأۃ المتصلۃ بالحضرۃ النبویۃ وقد عد العلماء القرأۃ بغیر تجوید لحنا دیکھو کیسی تصریح ہے کہ علمائے کرام قرأت بے تجوید کو لحن بتاتے ہیں اور احسن الفتاوٰی فتاوٰی بزازیہ میں فرمایا ان اللحن حرام بلاخلاف لحن سب کے نزدیک حرام ہے ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اُس کی تصحیح و تعلم میں اُس پر کوشش واجب اگر کوشش نہ کرے گا معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہوگی بلکہ جمہور علما نے اس

سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کیے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن مطیع کا ہے محیط میں اسی کو مختار الفتوی فرمایا خانیہ و خلاصہ و فتح القدیر و مراقی الفلاح و فتاوی الحجۃ و جامع الرموز و درمختار و ردالمحتار وغیرہا میں اسی پر جزم کیا علامہ ابن الشحنہ نے اسی کو محرر بتایا علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں اسی کو معتمد فرمایا اگرچہ امام برہان محمود نے ذخیرہ میں اُس کو مشکل بتایا امام ابن امیر الحاج نے اسی پر تعویل کی علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں اسی طرف میل کیا کما بینا کل ذلك فی فتاو٘ننا تو کیونکر جائز کہ جہد وسعی بالائے طاق سرے سے حرف منزل من القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عمداً اُسے متروک ومہجور اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کردیں ھذا مما لا یبیحہ شرع ولا دین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالٰی لہ۔ بعد اس کے کہ عرش تحقیق مستقر ہوچکا۔ کہ قرآن نظم ومعنی جمیعا بلکہ نظم دال علی المعنی کا نام ہے اور نظم یہ حروف بترتیب معروف اور باہم متبائن اور تبدیل جز مستلزم تبدیل کل فان المولف من مبائن مبائن للمولف من مبائن اخر میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل قصدی وتحریف کلام اللہ میں کیا تفاوت مانا جائے گا یہی منشا ہے امام فضلی و امام محمود و علامہ قاری وغیرہم کے اُس حکم کا کہ جو قرآن مجید میں ض عمداً ظ سے بدلے کافر ہے **اقول** ولاحاجۃ الی استثناء وما ھو علی الغیب بضنین فان ھنا لیس اقامۃ الظاء مقام الضاد لان المکان لیس مکانہا خاصۃ بل مکانہما جمیعا علی التوارد حیث قرئ بہما فی القران فکان مثل صراط وسراط وبسطۃ وبصطۃ ویبسط ویبصط ومصیطر ومسیطر الی اشباہ ذلك بخلاف مغضوب وبخلاف مغظوب وسجیل وصجیل تبدیل۔ پس جزماً لازم کہ ہر حرف میں خاص حرف منزل من اللہ ہی کا قصد کریں اور اسی کے مخرج سے اُسے نکالنا چاہیے

مخرج ضاد زبان کی دہنی یا بائیں کروٹ ہے یوں کہ اکثر پہلوئے زبان حلق سے نوک کے قریب تک اسی جانب کی اُن بالائی داڑھوں کی طرف جو وسط زبان کے محاذی ہیں قریب ملاصق ہوتا ہوا کچلیوں کی طرف دراز ہو یہانتک کہ شروع مخرج لام تک بڑھے زبان کی کروٹ داڑھوں سے متصل ہوئی باقی زبان اس حرکت میں اوپر کو میل کرکے تالو سے نزدیکی پائے دانتوں یا زبان کی نوک کا اس میں کچھ حصہ نہیں وہ اُن قوی حرفوں میں ہے جو ادا ہوتے وقت اپنے مخرج پر اعتماد قوی مانگتے ہیں جس قدر سانس ان کی آواز میں سینے سے باہر آتی ہے سب کو اپنی کیفیت میں رنگ لیتے ہیں کہ کوئی پارہ سانس کا اُن کے ساتھ جدا چلتا معلوم نہیں ہوتا جب تک اُن کی آواز ختم نہ ہولے سانس بند رہے گی ایسے حرفوں کو مجہورہ کہتے ہیں اور ان کے خلاف کو مہموسہ جن کا جامع فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ ہے یا سَتَشْحَثُكَ خَصَفَہٗ مثلاً ثائے مثلثہ کو مکرر کرکے بولے ثثث تو آواز ثا کے ساتھ ایک حصہ ساکن کا جُدا معلوم ہوگا نفس بند نہ ہوا مجہورہ میں ایسا نہیں بلکہ تمام سانس جو شروع تلفظ کے وقت موجود ہو انھیں کی آواز سے بھر جاتی ہے اور جب تک اُس کا تلفظ ختم نہ ہو دوسری نہیں آتی جیسے ززز ظظظ یوں ہی ضضض یہ امر قوت اعتماد کو لازم ہے کہ دہن یا حلق کے کسی حصے پر اعتماد قوی پائے ورنہ بھی حابس دم ہے کما لایخفی جب اس جگہ سے اس طور پر حرف نکلے گا تو وہ ض ہی ہوگا نہ اُس کا غیر۔ فرق جو پڑتا ہے اُس کا منشا انھیں سے کسی بات کا رہ جانا ہے مثلاً زبان اگلے دانتوں کو لگی یا زبان کی نوک سے کام لیا کہ وہ آغاز مخرج لام کی طرف جھکی۔ پہلوئے زبان کا وسط داڑھوں کی جانب خلاف کو چلا حالانکہ اُن کی طرف میل درکار تھا یا زبان تالو کی طرف نہ اٹھائی یا اٹھانا چاہی مگر حرف کی

دشواری وغرابت آڑے آئی کہ زبان دب گئی کما ینبغی اطباق نہ ہوا جس طرح لڑائی میں ناتجربہ کار کا ہاتھ باوصف قصد جھجک کر اوچھا پڑتا ہے یا اعتماد میں ضعف رہا یا مخرج لام تک استطالہ نہ ہوا یہ بیان دل پر رکھنے اور عمل میں رکھنے کا ہے۔ کہ ان شاء اللہ تعالٰی صحت ادا میں بہت مددگار رہے وباللہ التوفیق اب بعد اس کے کہ آدمی صرف منزل من اللہ ہی کا قصد کرے اور اس کا مخرج وطریقہ استعمال جان بھی لے اداکرنے والے مشابہت دے تو اس تقریر آخری کا خیال کرکے بچ سکتے ہیں اور اگر آدمی تا آخر جو کچھ ہم نے محررہ صفات میں بیان کیا اُس سب کے مراعات ٹھیک طور پر ہو جائے تو یقیناً اب جو حرف نکلے گا وہ خالص صحیح وفصیح ض ہوگا اگرچہ ناواقف سننے والا اپنی ناشناسی کے باعث اُسے کچھ سمجھے یا کچھ نہ سمجھے اور بقدر قدرت اُس کے برتنے میں کمی بھی نہ کرے تو اب جو کچھ بھی ادا ہوگا صحت نماز کا فتوٰی دیں گے کہ عسر متحقق ہولیا اور عذر واضح ہوچکا اور عسر جالب یسر ہے قال تعالٰی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وقال تعالٰی یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وقال تعالٰی ما جعل علیکم فی الدین من حرج وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا رواہ الشیخان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ پھر ایسی حالت میں عندالانصاف اشتراک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہوسکتی کہ جو براہ عجز ہے اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کما قدمنا فی جعل الانزاک لحاء خاء عوام عصر العلامۃ الشامی القاف ہمزہ اس تحقیق انیق سے واضح ہوا کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصداً ظاد پڑھنا ٹھہرالیا ان کی نماز تو باجماع ائمہ متقدمین واتفاق اقوال مذکورہ متاخرین کبھی ولا الضالین تک نہیں پہنچنے پاتی پہلے ہی رکعت میں مغضوب کی جگہ مغظوب پڑھا اور نماز رخصت ہوئی اب افعال بے معنی کیے جاؤ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل ض کا قصد نہ کرے بلکہ عمداً اُس کو دال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہرالے اس کی نماز بھی مغدوب سے آگے نہ چلے گی تعلم مخرج وطریق ادا وقصد صحیح بقدر قدرت ہر شخص پر لازم جو کچھ ادا ہوا فتوٰی تیسیر صحت پر حاکم۔ نسأل اللہ تیسیر کل عسیر انہ ولیہ وعلیہ قدیر وصلی اللہ تعالٰی علی البشیر النذیر وآلہ وصحبہ بالجملہ عمداً ظا ویا دال دونوں حرام جو قصد کرے کہ بجائے ض ظ یا دال پڑھوں گا اُن کی نماز کبھی تمام فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی معدوب مغظوب کہتے ہی بلاشبہہ فاسد وباطل ہوجائے گی اور جو حرف منزل ہی کا قصد رکھتا اور اُسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادائے حرف پر قادر تھا براہ لغزش زبان یا جہلا یا سہواً زبان سے نکل گیا تو ہمارے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی ومحرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بھی اتفاق ہوکر اجماع ائمہ متقدمین کہ نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ ومضطرب ہیں۔

مسئلہ۔ از دلیر گنج پرگنہ جہاں آباد ضلع پیلی بھیت مرسلہ خلیفہ الٰہی بخش ۱۸ رجب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر جہلا کو قواعد تجوید سے انکار ہے اور ناحق جانتے ہیں۔

الجواب

تجوید بنص قطعی قرآن واخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلاۃ والسلام واجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حق وواجب وعلم دین شرع الٰہی ہے قال اللہ تعالٰی ورتل القراٰن ترتیلا اُسے مطلقاً ناحق بتانا کلمہ کفر ہے